

آیات قرآنی کے اعجاز کے چند نمونے

ایک لغوی جائزہ

سَيَجْعَلُ لَّهِمُ الرِّحْمٰنُ ۝۱ (سورۃ مریم: ۹۶)

اس آیت میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اہل ایمان کیلئے جس محبوبیت کا وعدہ فرمایا ہے وہ ہے ”وَدَّ“۔ محبت و محبوبیت کے جتنے درجات ہو سکتے ہیں ان میں سب سے اعلیٰ و ارفع درجہ ”وَدَّ“ کا ہے لغت کی کتابوں نے تو اس کو تَمَنَّاؤں کے درجہ تک پہنچا دیا ہے اس کا فعل آتا ہے: وَدَّ الشَّيْءُ يُوَدُّهُ (یودہ) وَدَّ او وُدَّ او وُدَّ او و مودۃ یعنی آدمی کسی سے ایسی محبت کرے کہ اس سے زیادہ کی پھر گنجائش نہ ہو۔

”وَدَّ“ کا مرحلہ وہ مرحلہ ہوتا ہے جو انسان کے احساسات تک کو اپنا اسیر بناتا ہے اور اس کے افکار پر بھی غالب اور حاوی ہو جاتا ہے۔ ”حب“ کے ابتدائی مرحلہ اور ”وَدَّ“ کے انتہائی مرحلہ کے بیچ محبت کے جذبات اور احساسات کیلئے عربوں نے بہت سے درجات رکھے ہیں چنانچہ عربی زبان میں ”حب“ (محبت) کا پہلا درجہ ”الھوئی“ ہے جس میں انسان کے اندر اپنے نفس کی طرف کچھ رجحان اور اپنی ذات کی طرف کچھ میلان پایا جاتا ہے، حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَّحْيٌ يُّوحٰی (النجم: ۳-۴) اور نہ وہ خواہش نفس سے منہ سے بات نکالتے ہیں یہ (قرآن) تو حکم خدا ہے جو (ان کی طرف) بھیجا جاتا ہے۔“

اسکے بعد محبت کا جو مرحلہ آتا ہے اس کیلئے عربی میں لفظ ”العلاقۃ“ آتا ہے یہ وہ محبت ہوتی ہے جس کا تعلق دل سے ہوتا ہے اس پر اغشی کا شعر ہے: علقته عرضاً، وعلقت رجلاً، غیری وعلق اخری غیرھا الرجل ترجمہ: میرا دل اس کی محبت میں الٹا ہوا ہے اور وہ میرے علاوہ کسی اور کی محبت میں پھنسی ہوئی ہے۔ لیکن وہ شخص پھر میری محبوبہ کے علاوہ کسی اور کی محبت میں گرفتار ہے۔“

پھر جب محبت کی آگ اور تیز ہوتی ہے تو اسے ”الکلف“ کہا جاتا ہے پھر جب جذبہ محبت کو اور تمیز کیا جاتا ہے اور وہ تمام حدود کو پار کر جاتا ہے تو اسے ”الغش“ کا نام دیا جاتا ہے پھر جب کاروان محبت راہ محبت کی کچھ اور منزلیں طے کرتا ہے تو وہ مقام آتا ہے جیسے ”الشف“ کہتے ہیں جس میں محبت کرنے والے کے دل کو ایسی سوزش عشق کا سامنا ہوتا ہے جس میں اسے لذت اور تسکین بھی ملتی ہے اس مرحلہ کو ”شف“ کا نام اس لئے دیا گیا کہ اس میں محبت ”شفاف قلب“ تک پہنچتی ہے ”شفاف“ اس جملی کو کہتے ہیں جس میں دل لپٹا ہوا ہے، حسن یوسف پر فریفتہ ہونے

والی "امرات العزیز" کا تذکرہ کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے۔ قال نسوة فی المدینة امرات العزیز تراو فتھا عن نفسه قد شغفھا حبا (یوسف/۳۰) اور شہر میں عورتیں گفتگو کرنے لگیں کہ عزیز کی بیوی اپنے غلام کو اپنی طرف مائل کرنا چاہتی ہے اور اس کی محبت اس کے دل میں گھر گئی ہے۔

پھر جب محبت اور انگڑائی لیتی ہے تو اسے "الجوئی" کا نام دیا جاتا ہے یہ وہ اندرونی محبت ہوتی ہے جس کی موجیں پرسکون رہتی ہیں، متنبی کا شعر ہے: مالنا کلنا جو یار سول اناھوی و قلبک المتبول "اے نامہ برا! ہم دونوں ہی کے دل سوز عشق کا شکار ہیں، مجھے بھی تم سے محبت ہے اور تمہارا دل بھی بیمار عشق ہے"

پھر جب محبت کا سمندر طوفان سے آشنا ہوتا ہے اور اس کی موجیں تلاطم خیز ہوتی ہیں تو اسے "الیتیم" کہا جاتا ہے اسی بنا پر عربوں نے اپنی بعض اولاد کا نام "یتیم اللہ" رکھا تھا اور محبت کے اس مرحلہ تک پہنچے ہوئے انسان کو "رجل یتیم" کہتے ہیں پھر جب محبت کا حدی خواں اپنی لے اور بڑھاتا ہے تو اس سے جو نفع وجود میں آتا ہے وہ ہے "العلیل" "تیم" کے بعد کے مرحلے کو عربی میں "عیل" کہا جاتا ہے یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب عشق و محبت انسان کو بیمار کر دے کعب بن زہیر کا شعر اسی کی ترجمانی کرتا ہے: بانث سعاد فقلبی الیوم متبول متیم اثرھالہم یغد مکبول ترجمہ: "سعاد" جدا ہو گئی میرا دل آج مریض محبت ہے اور اسکے پیچھے ایسا گرفتار ہے جسکے پیروں میں بیڑی ڈال دی گئی ہے اور اس کو رہا کرانے کی خاطر فدیہ بھی نہیں دیا گیا۔

پھر فارس شوق ایزد لگا کر محبت کو جس مرحلہ تک پہنچاتا ہے وہ ہے "الذلہ" یا "الدلہ" یہ وہ مرحلہ ہوتا ہے جب محبت کی وجہ سے انسان کی عقل زائل ہو جائے، حارث بن حلوہ نے کہا ہے:

لا أری من عہدت فیھا فأنکی الیوم دلھا وما یرن البکاء

ترجمہ: جن سے میں نے بیان وفا کئے تھے آج وہ صورتیں مجھے نظر نہیں آ رہی ہیں تو میرے آنسو ہیں کہ وارفتگی کی بنیاد پر تمہنے کا نام نہیں لے رہے ہیں لیکن رونے سے کیا حاصل!! پھر محبت کا وہ درجہ آتا ہے جس میں محبت کے غلبے کی بنیاد پر انسان کے ہوش و حواس ہی رخصت ہو جاتے ہیں اُسے "ھیام" کہتے ہیں۔ چنانچہ احوال کہتا ہے:

أھیم بدعد ما حیت فان امت فوا حزنا من ذالھیم بھا بعدی

ترجمہ: "جب تک میری سانسیں ہیں میں وعدہ کا دیوانہ رہوں گا اور اگر میں مر جاؤں تو پھر افسوس! کون ہے میرے بعد اس پر مرنے والا؟" پھر کشتی محبت آخر میں جس ساحل سے آشنا ہوتی ہے اور وہی اسکی آخری منزل ہے وہ ہے "وؤ" یہ محبت کے درجات میں سب سے اعلیٰ و ارفع درجہ ہے یہ وہ پاکیزہ محبت ہوتی ہے جو انسانوں کا دوسروں سے راستہ استوار کرتی ہے یہ انتہائی اعلیٰ مقام ہے جس کی طرف وہی بڑھ سکتا ہے اور وہی پرواز کر سکتا ہے جسکے احساسات اور عقل میں بلند پروازی ہو جس کی عبادت پاکیزہ ہو جو راہ راست کے مطابق اپنے رب کی بندگی اور اطاعت کرے اور علم و بصیرت کی روشنی میں اپنے رب کے احکام کی بجا آوری کرنے جسے پوری طرح اپنے رب کی معرفت حاصل ہو حق

تعالیٰ کی معرفت کے حصول کی راہ میں اس کی احساسات و جذبات کی پرواز بھی اونچی ہو اور بندگی کا مزاج بھی اس نے چکھا ہو اور جس نے یہ مزہ چکھ لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا اسی کے ساتھ ساتھ اس کے دل میں یہی تمنا موجزن ہو اور اس کے سر میں یہی سودا سایا ہو کہ اس بلند اور عظیم درجہ اور اعلیٰ و ارفع مقام پر وہ ہمیشہ فائز رہے اسی وجہ سے اہل ایمان میں سے اپنے خاص اور محبوب بندوں کے بارے میں حق تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ انہیں ”وَدَّ“ کا یہ مقام حاصل ہوگا۔ ارشاد ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وَدًّا (مریم: ۹۶)

”بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اللہ تعالیٰ ان کے لئے محبت پیدا کر دے گا“

اور خود اپنے متعلق اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ اسکی ذات ”ودود“ ہے (خود بھی ”ود“ سے بھرپور اور دوسروں کو بھی ”ود“ عطا کرنے والی) ارشاد ہے: وَاسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا اِلَيْهِ اِنَّ رَبَّیْ رَحِیْمٌ وَدُوْدٌ (معد: ۹۰) اور اپنے پروردگار سے بخشش مانگو اور اسکے آگے توبہ کرو بے شک میرا پروردگار بڑا رحم والا اور بے پناہ محبت والا ہے“ اور اسی طرح فرمایا: وَاللّٰهُ یُبْدِئُ وَیُعِیْدُ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ۔ (البروج: ۱۳-۱۵) ”یعنی پہلی دفعہ پیدا کرتا ہے اور دوبارہ (زندہ) کرے گا اور وہی بڑا بخشنے والا اور بڑی محبت کرنے والا ہے“

اور اسلئے ”مودت“ وہ عظیم دولت ہے جس سے اللہ عزوجل خوش قسمت مومن جوڑے کو نوازنا چاہتا ہے اگر میاں بیوی شریعت کے رہنما خطوط کو سامنے رکھ کر زندگی کی راہوں میں چلیں تو یہ وعدہ ہے رب ذوالجلال کا کہ وہ دونوں میں الفت کے بیج بوئے گا اور مہر و مودت کی بنیادیں مستحکم فرمائے گا اور اس نے خود بتایا ہے کہ یہ ”مودت“ اسکی عظیم نشانیوں میں سے ایک ہے حق تعالیٰ کا اپنی قدرت کی نشانیوں اور اپنی ربوبیت کے جلووں کے تحت اسکو شمار کرنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ الٰہی نعمت کیسی عظمت کی حامل ہے اور اس سے اس بات کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ ”مودت“ و رحمت کوئی آسان اور ہاتھ لگتی چیز نہیں ہے کہ سہولت کیساتھ اس تک رسائی ہو جائے بلکہ اسکے حصول کیلئے توفیق خداوندی اور مشیت ایزدی کی ضرورت ہے یہ سب وہ چیزیں ہیں جن کے حصول میں وہی شخص کامیاب ہوتا ہے اور یہ اسی کے ہاتھ آتی ہیں جو انکا تلاشی ہو ان کی جستجو میں سرگرم ہو اور ان تک رسائی کیلئے نیکیوں کا ذخیرہ اپنے ساتھ لے اور اعمال صالحہ کی راہ میں تک و دو کرے۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے وَمَنْ اٰیَاتِهِ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْا اِلَیْهَا

وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ (الرہم: ۲۱) ”اور اسی کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تاکہ انکی طرف (مائل ہو کر) آرام حاصل کرو اور اس نے تمہارے بیچ پیار و محبت اور مہربانی رکھی اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کیلئے جو فکر سے کام لیتے ہیں“ اور ”مودت“ ہی وہ مقام ہے کہ نبی ﷺ اور انکی آل کے حق میں اسکا خیال اور لحاظ رکھنے کا قرآن میں واسطہ دیا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہے: قُلْ لَا اَسْأَلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اَلَا الْمَوَدَّةُ فِی الْقُرْبٰی (الشوریٰ: ۲۳) ”یہ کہہ دو

کہ میں اسکا تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا مگر (تم کو) قربت کی محبت کا تو خیال رکھنا چاہیے۔ (ترجمہ: محمد سعید غلطی ندوی)